Category Y

AL-HAYAT Research Journal

ISSN (Online): 3006-4767
ISSN (Print):: 3006-4759

Volume 3 Issue 1 (October-December 2025)

علومِ اسلامیہ میں اعلیٰ تعلیمی مدارج کے نصابات

پاکستان اور افغانستان کی منتخب سرکاری جامعات کے نصابات کا تقابلی مطالعہ

Curricula of Higher Educational Stages in Islamic Studies: A Comparative Study of the Curricula of Selected Public Universities in Pakistan and Afghanistan

Furqanullah Abid
PhD Scholar, Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Furqanullah.abid@gmail.com

Prof. Dr. Asim Naeem
Director, Department of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore, asimnaeem.is@pu.edu.pk

Abstract

This doctoral research offers a comparative analysis of Islamic Studies curricula at the higher education level in selected public universities of Pakistan and Afghanistan. The study addresses the contemporary imperative to evaluate how Islamic higher education—traditionally rooted in the classical religious sciences—has responded to modern intellectual, social, and professional demands. Although Pakistan and Afghanistan share a long-standing heritage of Islamic scholarship, their higher education systems have evolved within distinct socio-political and educational environments. This divergence makes a comparative inquiry essential for understanding similarities, differences, and areas requiring curricular advancement within Islamic Studies as an academic discipline. The dissertation presents the conceptual and historical foundations of Islamic Studies, tracing its development from the early Islamic era to its current form within modern universities. It underscores the pivotal role of curriculum design in shaping students' academic, spiritual, and professional competencies. Employing a qualitative comparative methodology supported by document analysis, the research critically examines formal curricula, course structures, credit-hour distribution, pedagogical approaches, and assessment mechanisms in both countries. Additional insights were obtained through semi-structured interviews and questionnaires with faculty and students.

Findings reveal that Islamic Studies programs in Pakistan are comparatively more diverse and modernized, combining classical subjects with emerging fields such as Islamic Banking and Finance, Comparative Religion, and Research Methodology. These programs also place greater emphasis on research skills, interdisciplinary connections, and alignment with international academic standards. Conversely, Afghan universities retain a predominantly traditional curriculum grounded in classical religious sciences, with limited integration of contemporary subjects or research-oriented components, although incremental reforms are evident. The study identifies several areas for improvement across both contexts, including strengthened interdisciplinary integration, enhanced research training, and alignment with global quality benchmarks. Overall, this research provides significant insights into the evolution, current challenges, and future directions of Islamic Studies curricula in two culturally connected yet educationally distinct Muslim societies.

Keywords: Islamic Studies Curriculum, Higher Education, Comparative Analysis, Pakistan and Afghanistan, Curriculum Reform, Qualitative Research

تمہید

اسلامی تعلیمات کا فروغ اوران کی علمی، فکری اور تحقیقی بنیادوں پر تدریس عصرِ حاضر کی جامعات کا ایک اہم فریضہ ہے۔اسلامی ممالک بالخصوص پاکستان اور افغانستان میں علومِ اسلامیہ کو اعلیٰ تعلیمی سطح (بی ایس، ایم اے، ایم فل، پی ایچ ڈی) پر پڑھایا جارہاہے۔دونوں ممالک کی اکثریتی آبادی مسلمان ہے اور ان کے تعلیمی ادارے اسلامی تعلیمات کے فروغ کو اپنی بنیادی ذمہ داری تصور کرتے ہیں۔ جب ہم جامعہ پنجاب لاہور اور بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد (پاکستان) اور کابل یونیورسٹی و ننگرہار یونیورسٹی (افغانستان) میں علومِ اسلامیہ کے نصابات پر جاری تحقیق کا مطالعہ کرتے ہیں تو محض نصاب یا کتب کی فہرست سامنے نہیں آتی بلکہ اس کے پس منظر میں ایک فکری نظام، ایک دینی مقصد، اور ایک تہذیبی نظریہ کارفرما نظر آتا ہے۔ پاکستان اور افغانستان کے علمی ادارے اس اعتبار سے دو قریبی مگر جداگانہ فکری دھاروں کے نمائندہ ہیں۔ایک طرف پاکستان میں دینی تحقیق کا رجحان تجدید، تنقید اور مکالمہ کی سمت بڑھ رہاہے، تو دوسری طرف افغانستان میں تحفظ، روایت اور فقہی

CC BY

گہرائی کو علمی اساس کی حیثیت حاصل ہے۔ پاکستان اور افغانستان میں اگرچہ تاریخی و سیاسی پس منظر مختلف ہے، تاہم دونوں میں تعلیم دین کا بنیادی مقصد ایک ہی ہے، اسلام کی فکری بقا، دینی شناخت کا استحکام، اور امت کی علمی رہنمائی۔ دونوں ممالک کے نصابوں میں سب سے پہلا مقصد اسلامی علم کے تسلسل اور اس کے مستند مصادر کی حفاظت ہے۔ افغانستان میں یہ مقصد زیادہ واضح طور پر فقہ و اصول کی روایتی تدریس کے ذریعے حاصل کیا جاتا ہے، جہاں قرآن، حدیث، فقہ، اور اصول کے قدیم متون کو نہ صرف پڑھایا جاتا ہے بلکہ ان کی شرح، تحقیق، اور تنقیح پر زور دیا جاتا ہے۔ پاکستان میں بھی یہی مقصد برقرار ہے، لیکن یہاں قدیم علوم کے ساتھ عصری تحقیق اور بین العلومی مطالعے کو بھی شامل کر کے اس حفاظت کو فکری وسعت دی گئی ہے۔

تعارف:

نصاب کی تیاری ایک مشکل اور بہت توجہ طلب کام ہے اس میں مقاصد کے تعین، تعلیمی تجربات، سرگرمیوں کے انتخاب اور نفس مضمون کے انتخاب کے ساتھ ساتھ ان کی ترتیب و تنظیم کا بھی خیال رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ اعلیٰ تعلیمی مدارج میں نصاب مخصوص مقاصد کے تحت ترتیب و تشکیل پاتے ہیں۔ اعلیٰ تعلیمی اداروں میں نوجوان نسل کو ذہنی، فکری، علمی اور عملی طور پر تیار کرنے کے لیے وسائل و اسباب مہیا کیے جاتے ہیں تاکہ ایک موثر معاشرہ تشکیل پاسکے اور ملک و قوم دنیا کے ساتھ قدم سے قدم ملاتے ہوئے ترقی کی طرف گامزن ہو سکے۔ زیرِ نظر مقالہ میں پاکستان اور افغانستان کی دو، دو منتخب جامعات میں علوم اسلامیہ کے نصابات کا مطالعہ کیا جائے گا۔ پاکستان سے دو جامعات: بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کی فیکلٹی اصول الدین اور پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ادارہ علوم اسلامیہ، جب کہ افغانستان کی، کابل اور ننگرہار جامعات میں فیکلٹی آف شریعہ کو منتخب کیا گیا ہے۔ مذکور جامعات میں علوم اسلامیہ کے نصابات کا تفصیلی تجزیہ کیا جائے گا۔ بی ایس (چار سالہ کورسز)، ایم اے یا ایم فل (دو سالہ کورسز)، اور پی ایچ ڈی سطح کے نصابات اس کا حصہ ہوں گے۔ نصابات کے مقاصد و اہداف، نصابات کے مشمولات، ان میں تنوع واختلاف اور اشتراکات ومناسبات کا جائزہ لیا جائے گا۔ پاکستان اور افغانستان دو ہمسایہ برادر ممالک ہیں، جن کے درمیان مذہب، ثقافت، تعلیم اور دیگر بہت سے امور مشترک ہیں۔ ہر دو ممالک کے تعلیمی نظام میں کئی مشترکات ہیں۔ دینی و عربی مدارس اور رسمی سرکاری تعلیمی اداروں کے متوازی نظام دونوں ممالک میں موجود ہیں۔

تحقیقی سوالات اور مفروضات

۱-جنرل سوال: علوم اسلامیہ میں پاکستان اور افغانستان کے اعلیٰ تعلیمی نصابات کا کیا ہیں؟

فرعی انفرادی سوالات: دونوں ممالک کی منتخب سرکاری جامعات کے نصابات میں ترجیحی ہدایات کیا ہیں؟ نصابات کے درمیان کیا موازنہ ہے؟ اعلیٰ تعلیمی کورسز میں کیا کمی ہے؟

۲-جنرل سوال: بیچلر، ایم فل اور پی ایچ ڈی کے نصابات اور کورسز پڑھانے کا کیا انتظام اور پالیسی ہے؟

فرعی انفرادی سوالات: دونوں ملکوں کے علوم اسلامیہ اعلیٰ تعلیمی اداروں میں بنیادی، خصوصی، اختیاری، جامع یا بہمہ شمول مضامین کیا کہا جاتا ہے اور وہ کس طرح کے ہیں؟

۳-جنرل سوال: کیا دونوں ملکوں کے علوم اسلامیہ میں اعلیٰ تعلیمی نصاب کے مضامین پڑھانے کے لیے کوئی درسی مفردات اور منصوبہ ہے؟

فرعی انفرادی سوالات: کیا دونوں ملکوں میں اعلیٰ تعلیمی نصاب کے تدریسی مضامین کا مفردات اور سبقی منصوبہ کس طرح تطبیق ہوتا ہے؟ دونوں ملکوں کو علومِ اسلامیہ اعلیٰ تعلیمی اداروں میں ہائر ایجوکیشن کورسز کے تدریسی مضامین کے مفردات کا ہفتہ وارانہ، سمسٹر کے حساب سے اور سالانہ ترتیب اور تنظیم کیا ہے؟

۴ —سوال: دونوں ملکوں کو علومِ اسلامیہ اعلیٰ تعلیمی اداروں میں اعلیٰ تعلیمی نصاب کے مضامین پڑھانے کے مفردات میں کیا کوتاہیاں ہے؟ اسے کو پورا کرنے کے طریقے کیا ہیں؟ اور ان کو حل کرنے کے لیے کیا تجاویز ہیں؟

حدود وقیود

- یہ مطالعہ صرف پاکستان اور افغانستان کی منتخب سرکاری جامعات تک محدود ہوگا۔
- اس مطالعے میں صرف سرکاری جامعات کے اعلیٰ تعلیمی مدارج کے علومِ اسلامیہ کے نصابات کا تجزیہ شامل ہوگا؛ نجی جامعات، دینی مدارس، اور ابتدائی یا ثانوی تعلیمی ادارے اس تحقیق کا حصہ نہیں ہوں گے۔
- تحقیق صرف اعلیٰ تعلیمی مدارج (بی ایس یا ایم اے، ایم فل، اور پی ایچ ڈی) کے علومِ اسلامیہ کے نصابات تک محدود ہوگی۔
- ہر ملک سے دو معروف سرکاری جامعات کا انتخاب کیا جائے گا، جیسے: پاکستان سے: پنجاب یونیورسٹی اور بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد۔ افغانستان سے: کابل یونیورسٹی اور ننگرہار یونیورسٹی۔
- پاکستانی یونیورسٹیوں سے مکمل اور جدید نصابی مواد تک رسائی محدود ہو سکتی ہے (اردو زبان، مواد تک رسائی کی کمی، یا ان سے میری ناواقفیت کی وجہ سے)۔

پاکستان اور افغانستان میں علوم اسلامیہ کا پس منظر اور ارتقاء (قدیم تا جدید)

اسلامی تعلیم کا نظام دراصل امتِ مسلمہ کے فکری، روحانی اور تہذیبی وجود کی اساس ہے۔ قرآنِ مجید کی پہلی وحی اقرأ سے لے کر موجودہ دور کے جدید جامعاتی نظام تک، علم و تعلیم کی روایت مسلمانوں کے دینی و معاشرتی نظام کا مرکزی ستون رہی ہے۔ اسلامی تعلیم کا یہ نظام صدیوں پر محیط ایک طویل تاریخی تسلسل رکھتا ہے، جو مسجدِ نبویؐ کے حلقۂ درس سے شروع ہو کر مدارسِ نظامیہ، ازہر، قرطبہ، بغداد اور سمرقند سے گزرتا ہوا آج جدید جامعاتی نظام میں اپنی نئی شکل میں ظاہر ہو چکا ہے۔ بعد ازاں ابتدائی اسلامی دور سے لے کر برصغیر اور خراسان کی سرزمین صدیوں تک علم و عرفان کا مرکز رہی، جہاں قرآن و سنت کے علوم کے ساتھ ساتھ فقہ، تفسیر، کلام، فلسفہ، اور تصوف نے بے مثال ترقی کی۔ اسلامی تعلیم کے ابتدائی ادوار میں افغانستان کے علاقوں جیسے بلخ، ہرات، غزنی اور ننگرہار

CC BY

میں ایسے علمی مراکز قائم ہوئے جہاں سے بڑے بڑے محدثین، فقہا اور صوفیا پیدا ہوئے۔ اسی طرح برصغیر، خصوصاً پنجاب، سندھ، اور دہلی میں اسلام کے فروغ کے ساتھ مدارس و مکاتب کا جال پھیل گیا۔ یہی وہ بنیادیں تھیں جن پر بعد میں پاکستان اور افغانستان کے موجودہ نظام تعلیم نے اپنی عمارت قائم کی۔

قدیم دور میں اسلامی تعلیم زیادہ تر مساجد، خانقاہوں، اور مدارس کے ذریعے فراہم کی جاتی تھی۔ یہ ادارے صرف دینی تعلیم کے مراکز نہیں بلکہ سماجی تربیت اور فکری رہنمائی کے مراکز بھی تھے۔ اب تعلیم کا مقصد محض نصوص کی تفہیم نہیں بلکہ تحقیق، تجدید، اجتہاد، اور معاصر فکری چیلنجز کا ادراک بھی بن چکا ہے۔

وسطی دور میں اسلامی تعلیم کو سیاسی و تہذیبی سرپرستی بھی حاصل ہوئی۔ غزنوی، غوری اور مغل ادوار میں مدارس کا جال پھیل گیا۔ افغانستان میں علمائے کرام نے فقہِ حنفی کو مضبوطی سے اپنایا، جبکہ برصغیر میں علمائے ہند نے تصوف اور دینی علوم کے امتزاج سے ایک متوازن نظامِ تعلیم تشکیل دیا۔ اس زمانے میں دینی تعلیم کا مقصد معاشرتی اصلاح، عدالتی نظام کی بنیاد اور ریاستی نظم میں اخلاقی اصولوں کی ترویج تھا۔ جدید دور میں دونوں ممالک میں اسلامی تعلیم نے تدریجی طور پر روایت اور جدیدیت کے امتزاج کی طرف سفر کیا ہے۔ پاکستان میں تحقیق، اجتہاد، اسلامی معیشت، اور عصری مسائل پر علمی مکالمہ فروغ پا رہا ہے، جبکہ افغانستان میں نصاب کا مرکز فقہی تسلسل اور دینی اقدار کا تحفظ ہے۔ یوں ایک طرف تجدیدِ فکر اور دوسری طرف روایت کی حفاظت، دونوں زاویے اسلامی تعلیم کے تسلسل کو توازن عطا کرتے ہیں۔

جامعہ پنجاب نے علومِ اسلامیہ کے باقاعدہ شعبے قائم کیے، اور بعد ازاں بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد نے اسلامی علوم کو جدید تحقیق، تقابل ادیان، اسلامی قانون، اور معاصر فکری مباحث سے جوڑا۔ پاکستان میں دینی مدارس کے ساتھ ساتھ جامعاتی نظام میں اسلامی تعلیم کا دائرہ بیچلر سے لے کر پی ایچ ڈی تک پھیل گیا، جس میں اسلامیات، اصول الدین، شریعہ، اور اسلامی تعلیمات کو تحقیقی بنیادوں پر پڑھایا جانے لگا۔ افغانستان میں اسلامی تعلیم کا ارتقاء مختلف سیاسی ادوار سے گزرا۔ کابل اور ننگرہار یونیورسٹیوں نے دینی تعلیم کو رسمی تعلیمی نظام میں ضم کیا، مگر طویل جنگی حالات کے باعث ترقی کا عمل سست رہا۔ اس کے باوجود افغان جامعات میں اسلامی تعلیم کی روایت بدستور مضبوط ہے۔

اسلامی علوم کی روایتی درجہ بندی

اسلامی علوم کی روایتی درجہ بندی خاص طور پر جب بات اعلیٰ تعلیم کی ہو، عموماً درج ذیل بڑے شعبوں میں ہوتی ہے:

الف - علومِ نقلیہ: یہ وہ عُلوم ہیں جو وحی (قرآن و سنت) سے منقل ہوتی ہیں، اور شرعی رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔ روایتی طور پر یہ شامل ہیں:

۱ - **علومِ قرآن**: تلاوت، قراءات، تفسیر، اور قرآنی معجزات وغیرہ۔

۲ - **علومِ حدیث**: حدیث کی جمع آوری، تصحیح، طبقاتِ راوی، شرح و تذکرہ وغیرہ۔

۳ - **فقہ و اصولِ فقہ**: شرعی احکام اور ان کے اصول (اجماع، قیاس وغیرہ)۔

۴ - **کلام و عقائد**: توحید، صفاتِ الٰہی، فرقہ وارانہ مباحث وغیرہ۔

۵ - **سیرت و تاریخِ اسلامی**: زندگی نبی ﷺ کی تحقیق۔

۶ - **اصولِ زبانِ عربی**: نحو، صرف، لغت وغیرہ تاکہ تعلیمات درست طور پر سمجھ سکیں۔

یہ شعبے عموماً فردِ فرض یعنی ہر فرد پر لازم سمجھے جاتے ہیں، خصوصاً قرآن و حدیث کی بنیادی سمجھ لازمی ہوتی ہے۔

ب - علومِ عقلیہ:

یہ وہ عُلوم ہیں جنہیں عقل و تجربے کی روشنی میں حاصل کیا جاتا ہے، اور انہیں فرض کفایہ یعنی جماعتی فریضہ قرار دیا جاتا ہے:

۱ - **منطق و فلسفہ**۔

۲ - **ریاضیات**: جیومیٹری، الجبرا، حساب۔

۳ - **طبیعیاتی علوم**: طب، فلکیات، طبیعیات۔

۴ - **سماجی و معاشی عُلوم**: تاریخ، سیاحت، معاشیات وغیرہ۔ (1)

اعلیٰ تعلیمی سطح پر نصاب سازی کے اصول

یہ ضروری ہے کہ نصاب کی کمیٹیاں ایک مخصوص معیار پر تشکیل دی جائیں تاکہ وہ ایسا نصاب ڈیزائن کر سکیں جو کہ تعلیم کے ہر مرحلے کے لیے موزوں ہو۔ نصاب کی تشکیل کو ایک مسلم اور مسلسل طریقہ کار کی طرح دیکھنا چاہیے اس لیے ہر صوبہ میں مستقل نصاب کی تشکیل کا سرکاری ادارہ ہونا چاہیے۔ تاکہ نصاب کا مسلسل تجزیہ اور بہتری کی جا سکے اور نصاب کی تعمیر سے متعلق مختلف اداروں کے ساتھ سرگرمیوں کا باہمی تعلق استوار کیا جاسکے۔ مثال کے طور پر، تعلیمی ادارے، ٹیکسٹ بک بورڈ، ثانوی تعلیمی بورڈ، اور اعلیٰ تعلیم کے نصاب کے ماہرین وغیرہ۔ وزارت اعلیٰ تعلیم کو اور قومی پالیسی کی نصاب کی تدوین اور نصابی کتب کی تیاری اور دوسرے تعلیمی مواد کے سلسلے میں تعاون جاری رکھنا چاہیے۔ (2)

نصاب سازی (Curriculum Development) کے اصول

۱ - **مواد کا انتخاب**

مواد وہ ہونا چاہیے جو:

OPEN ACCESS

- طلبہ کی عمر، ضرورت، استعداد اور مستقبل سے مطابقت رکھتا ہو
- نظریاتی (علمی) اور عملی دونوں پہلو رکھتا ہو
- سیکھنے کے مقاصد سے جڑا ہو
- طلبہ کو تنقیدی اور تخلیقی سوچ دے

۲ - مواد کے انتخاب کے نظریات

الف) علمی نظریہ (Subject Knowledge Approach)

- نصاب صدیوں کے علمی سرمائے پر مبنی ہو
- مضامین روایتی ترتیب کے مطابق پڑھائے جائیں

ب) عملی نظریہ (Process Approach)

- اصل اہمیت "طریقے" کی ہے، یعنی تحقیق، تجزیہ، معلومات تک رسائی
- دنیا تیزی سے بدل رہی ہے، اس لیے صرف معلومات یاد کرنا کافی نہیں
- طلبہ کو سکھایا جائے کہ معلومات کہاں اور کیسے تلاش کرنی ہیں

۳ - مواد کے انتخاب کے معیار

مضمون ایسا ہونا چاہیے جو:

- اہم، مفید اور دیرپا ہو
- طلبہ کی دلچسپی سے تعلق رکھتا ہو
- عملی زندگی میں مددگار ہو
- عقلی و تنقیدی صلاحیتیں پیدا کرے
- جدید دور کے مسائل اور سوالات کو واضح کرے

۴ - مواد منتخب کرنے کے طریقے

1. تخمینی طریقہ (Judgmental)

ماہرین، اساتذہ، والدین اور متعلقہ حلقوں سے مشورہ لے کر مواد منتخب کیا جاتا ہے۔

2. تجرباتی طریقہ (Experimental)

مضمون کو پہلے پڑھایا جاتا ہے، پھر دیکھا جاتا ہے کہ نتائج مطلوبہ مقاصد پورے کرتے ہیں یا نہیں۔

3. تجزیاتی طریقہ (Analytical)

عملی زندگی، ملازمتوں اور معاشرتی سرگرمیوں کا تجزیہ کر کے مواد منتخب کیا جاتا ہے۔

4. اجتماعی طریقہ (Collective)

معاشرتی لیڈرز، ماہرین اور عوام کی رائے کے ذریعے مواد منتخب کیا جاتا ہے۔

متن کا بنیادی پیغام یہ ہے کہ نصاب سازی ایک سائنسی، مسلسل، مشاورت پر مبنی اور عملی عمل ہے۔ اسلامی اقدار، عصری تقاضوں، تحقیق، اور معاشرتی ضروریات کو ساتھ ملا کر ایسا نصاب تشکیل دیا جاسکتا ہے جو طلبہ کو علمی، اخلاقی، تہذیبی اور پیشہ ورانہ طور پر مضبوط بنا سکے۔

پاکستان اور افغانستان کی منتخب سرکاری یونیورسٹیوں کی معیارِ تعلیم اور تحقیقی رجحانات:

اس زیر نظر مقالہ میں پاکستان اور افغانستان کی دو، دو منتخب جامعات میں علوم اسلامیہ کے نصابات کا مطالعہ کیا جائے گا۔ پاکستان سے دو جامعات: بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کی فیکلٹی اصول الدین اور پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ادارہ علوم اسلامیہ، جب کہ افغانستان کی، کابل اور ننگرہار جامعات میں فیکلٹی آف شریعہ کو منتخب کیا گیا ہے۔

منتخب یونیورسٹیوں میں علوم اسلامیہ کے شعبہ جات کا تعارف

A - بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد پاکستان کی ایک ممتاز سرکاری جامعہ ہے جو دینی اور عصری علوم کے امتزاج کی حامل ہے۔ اس یونیورسٹی کا قیام 1980ء میں عمل میں آیا تاکہ اسلامی اقدار پر مبنی اعلیٰ تعلیم اور تحقیق کو فروغ دیا جاسکے۔

OPEN ACCESS
CC BY

فیکلٹی آف اصول الدین (اسلامک اسٹڈیز): فیکلٹی آف اصول الدین (علوم اسلامیہ) کا قیام 1981ء میں عمل میں آیا۔ یہ فیکلٹی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کی ابتدائی اور بانی تدریسی اکائیوں میں سے ایک ہے، اور اسی حیثیت سے وہ ان مقاصد کے حصول میں کلیدی کردار ادا کرتی ہے جن کے لیے اس عظیم ادارے کو قائم کیا گیا تھا۔

اصول الدین کی فیکلٹی فی الوقت چھ شعبوں میں بیچلر اور ماسٹر سطح پر تخصصات فراہم کر رہی ہے: ۱۔ تفسیر اور قرآنی علوم، ۲۔ حدیث اور اس کے علوم، ۳۔ عقیدہ اور فلسفہ، ۴۔ شعبہ مذاہب کا مطالعہ، ۵۔ دعوت اور اسلامی ثقافت، ۶۔ سیرت اور اسلامی تاریخ۔ اسی طرح ڈاکٹریٹ (پی ایچ ڈی) کی سطح پر بھی درج ذیل پروگرامز جاری ہیں: تفسیر اور علوم قرآن، حدیث اور علومِ حدیث، تقابل ادیان۔ فیکلٹی اس کے ساتھ ساتھ کچھ نئے تعلیمی پروگرامز پر بھی کام کر رہی ہے، جو جلد ہی متعارف کروائے جائیں گے۔(3)

B - جامعہ پنجاب کے قیام کے ساتھ ہی 1882ء میں اورینٹل فیکلٹی (Oriental Faculty) کا بھی قیام عمل میں آیا۔ بعد ازاں، جامعہ پنجاب ایکٹ 1973ء کے تحت فیکلٹی آف اسلامک اینڈ اورینٹل لرننگ قائم کی گئی۔ اس فیکلٹی کے تمام شعبہ جات میں: بی ایس (B.S)، ایم فل (M.Phil)، ماسٹرز (M.A)، پی ایچ ڈی (Ph.D) کی سطح کے پروگرامز پیش کیے جا رہے ہیں۔

ادارہ علوم اسلامیہ (انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز): تقسیمِ ہند کے فوراً بعد، بانیٔ پاکستان نے اس نئے اسلامی ریاست کے مقاصد کی تکمیل کے لیے عملی اقدامات کا آغاز کیا۔ انہوں نے محسوس کیا کہ نئی نسل کو: اسلامی نظریہ حیات، مسلمانوں کے تہذیبی و ثقافتی ورثے سے روشناس کروانا نہایت ضروری ہے۔ اسی مقصد کے تحت ملک کی مختلف جامعات میں علوم اسلامیہ کو بطور مضمون متعارف کروانے کا منصوبہ بنایا گیا۔

جامعہ پنجاب کا قائدانہ کردار: اس میدان میں جامعہ پنجاب نے پیش قدمی کرتے ہوئے 1949ء میں انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز قائم کیا تا کہ ایک نئے اسلامی ملک کی: سماجی، قومی، اور مذہبی ضروریات کو پورا کیا جا سکے، جو اس وقت دنیا کا سب سے بڑا مسلم ملک بن چکا تھا۔ یہ ادارہ 1950ء میں باقاعدہ طور پر فعال ہوا۔ اس کے پہلے سربراہ علامہ علاء الدین صدیقی تھے، جنہیں جامعہ کی انتظامیہ نے نئے شعبے کو منظم کرنے کی ذمہ داری سونپی۔ اثر و رسوخ اور پھیلاؤ: جامعہ پنجاب میں اس ادارے کے قیام کے بعد، ملک کی دیگر جامعات نے بھی علوم اسلامیہ کے شعبے قائم کیے۔ 1952ء سے لے کر 2000ء تک ہزاروں طلبہ نے اس ادارے سے تعلیم حاصل کی، امتحانات دیے، اور آج وہ مختلف شعبہ ہائے زندگی میں ملک و ملت کی خدمت کر رہے ہیں۔

اس وجہ سے انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز نہ صرف تعلیمی ادارہ ہے بلکہ یہ پاکستان کے اسلامی تشخص، قومی نظریے اور دینی اقدار کے فروغ کا نمائندہ ستون ہے، جو نئی نسل کی فکری تربیت میں اہم کردار ادا کر رہا ہے۔(4)

C - کابل یونیورسٹی (پشتو میں: دکابل پوهنتون) ملک کی سب سے قدیم، سب سے بڑی، اور سب سے باوقار سرکاری یونیورسٹیوں میں سے ایک ہے۔ فی الحال، 22 فیکلٹی، 101 شعبہ جات، 867 تعلیمی عملے کے ارکان، اور 24,000 طلباء اس یونیورسٹی کی بنیاد رکھتے ہیں۔ جب کابل شہر میں ظاہر شاہ کے والد محمد نادر شاہ (1929ء - 1933ء) کی طرف سے ۱۳۱۱ ہجری شمسی (1932ء) میں طبّی علوم کی فیکلٹی (فیکلٹی آف میڈیسن) قائم ہوئی جس کو ایک ترکمن پروفیسر (ڈاکٹر رفیق کامل بیگ) کی سرپرستی حاصل تھی۔ اسی عرصے میں علی آباد اسپتال بھی تعمیر ہوا، جو بعد میں یونیورسٹی کی موجودہ موقعیت کی بنیاد بنا۔

فیکلٹی آف شریعہ (پشتو میں: دشرعیاتو پوهنځی)

1330ھ ش سے 1340ھ ش (1951ء سے 1961ء) تک کے سالوں کو کابل یونیورسٹی کے لیے ترقی کا عشرہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ 1330ھ ش (1951ء) میں نوجوانوں کو اسلامی علوم کی تعلیم دینے کے لیے فیکلٹی آف شریعہ کا قیام عمل میں آیا، جس کا آغاز دارالامان میں سولہ طلبہ سے ہوا۔ فیکلٹی آف شریعت فی الحال کابل یونیورسٹی میں دو تعلیمی سطحوں۔ لیسانس (بیچلر) اور ماستری (ماسٹرز)۔ پر طلبہ کو تعلیم فراہم کرتی ہے اور فارغ التحصیل افراد کو معاشرے کے لیے تیار کرتی ہے۔

اس فیکلٹی میں لیسانس کے درجے پر دو تعلیمی شعبوں میں طلبہ کی تربیت کی جاتی ہے، جو درج ذیل ہیں:

1. فقہ و قانون
2. تعلیمات اسلامی

اس وقت فیکلٹی آف شریعت میں پانچ غیر فارغ التحصیل (Non-graduating) ڈیپارٹمنٹس موجود ہیں:

1. تفسیر و علوم قرآن ڈیپارٹمنٹ
2. فقہ و اصولِ فقہ ڈیپارٹمنٹ
3. تعلیماتِ اسلامی ڈیپارٹمنٹ
4. عقیدہ و فلسفہ ڈیپارٹمنٹ
5. ثقافتِ اسلامی ڈیپارٹمنٹ

ابتدائی چار ڈیپارٹمنٹس (تفسیر و علومِ قرآن، فقہ و اصولِ فقہ، تعلیماتِ اسلامی، اور عقیدہ و فلسفہ) مشترکہ طور پر مذکورہ دونوں شعبہ جات۔ فقہ و قانون اور تعلیمات اسلامی۔ کے مضامین کی تدریس کے ذمہ دار ہیں۔ جبکہ ثقافتِ اسلامی ڈیپارٹمنٹ کی تدریسی مضامین جامعہ بھر (University-wide) ہیں، اور کابل یونیورسٹی کی تمام فیکلٹیوں میں ان مضامین کی تدریس اسی ڈیپارٹمنٹ کے اساتذہ کرتے ہیں۔

CC BY

اسی طرح، فیکلٹی آف شریعت ماسٹری (ماسٹرز) کے درجے پر بھی دو شعبوں میں ماہر افرادی قوت تیار کر کے معاشرے کو فراہم کرتی ہے:

1. شریعت و قانون
2. تفسیر و حدیث

یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ کابل یونیورسٹی کی فیکلٹی آف شریعت، وافر علمی عملے کی موجودگی کے باعث، اس کا ارادہ رکھتی ہے کہ بہت جلد اعلیٰ ترین تعلیمی سطح (پی ایچ ڈی) پر بھی اپنے پروگرام کا آغاز کرے اور ماہرین و محققین کی تیاری کا سلسلہ شروع کرے۔(5)

D - افغانستان کے مشرقی صوبہ ننگرہار میں جلال آباد کے شہر ضلع درونٹہ میں واقع ایک سرکاری ننگرہار یونیورسٹی (پشتو میں: د ننگرهار پوهنتون) تعلیمی ادارہ ہے، جو ملک کی سطح پر دوسرا سب سے بڑا تعلیمی اور سائنسی مرکز پبلک یونیورسٹی کے طور پر جانی جاتی ہے۔ محمد ظاہر شاہ کے دور میں وزیر تعلیم مرحوم علی احمد پوپل نے جلال آباد شہر کے علاقے ششم باغ میں ۱۷ یا ۱۰۷ یا ۱۳۴۲ھ ش (09 یا 10 یا 1963ء) کو قائم کیا تھا۔ یونیورسٹی کی ابتدا صرف طب (فیکلٹی آف میڈیسن) سے ہوئی، جہاں پانچ امریکی اور تین افغان اساتذہ نے (۴۸) طلاب کے لیے تدریس کا آغاز کیا۔ وقت کے ساتھ ساتھ اس ادارے میں انجینئرنگ، زراعت، تعلیم و تربیت، زبان و ادب، معاشیات، شرعیات (اسلامی قانون)، حقوق و سیاسیات، وترنری سائنسز، سائنس، کمپیوٹر سائنس، صحافت، عوامی انتظامیہ و پالیسی، اور دانتوں کی تعلیم (سٹوماتولوجی) جیسی فیکلٹیز قائم ہوئیں، اب 14 فیکلٹیز ہیں۔ یہ اب تقریباً ۶۰ سال سے زائد عرصے سے علمی خدمات انجام دے رہا ہے۔ ان نصف صدی کی علمی کوششوں کا سب سے بڑا اعزاز یہ ہے کہ مختلف شعبوں میں تقریباً ۴۵،۰۰۰ تعلیمی عملہ (بیچلر، ماسٹر اور ڈاکٹریٹ کی سطح پر) تربیت پا کر وطن کے لیے خدمات انجام دے چکے ہیں۔ اس کا اثر ملک کے علمی اور تعمیراتی شعبوں میں نمایاں رہا ہے، اور آج بھی اس کے تعلیمی میدان میں تیز رفتار اقدامات جاری ہیں۔

شرعیات فیکلٹی د ننگرهار پوهنتون کے تحت ۱۳۷۱ ہجری شمسی میں اسلامی علوم کے ماہرین کی تیاری اور ایک مضبوط اسلامی عدالتی نظام کی تقویت کے مقصد سے قائم کی گئی۔ قاضی فضل الرحمن اس کے پہلے رئیس مقرر ہوئے، اور کنکور کے ذریعے باصلاحیت طلبہ داخل کیے گئے۔ فیکلٹی نے گزشتہ ۳۲ برسوں میں تقریباً ۳۱۳۸ فارغ التحصیل افراد ملک کو فراہم کیے ہیں، جو مختلف جامعات اور اداروں میں خدمات انجام دے رہے ہیں۔ فیکلٹی کے احاطے میں ایک تدریسی بلاک، انتظامی دفاتر، بیچلر، ماسٹرز و ڈاکٹریٹ پروگراموں کے شعبے، جدید کتاب خانہ، اور متعدد کمیٹیوں کے دفاتر موجود ہیں۔ شرعیات فیکلٹی میں پانچ شعبے قائم ہیں: فقہ و قانون، اسلامی تعلیمات، تفسیر، اسلامی ثقافت، اور عقیدہ و فلسفہ کا شعبہ۔(6)

اسلام آباد کی بین الاقوامی اور پنجاب یونیورسٹیوں میں علوم اسلامیہ کا مختصر نصابی معیار

بیچلر کی سطح پر

- بیچلر سطح پر علومِ اسلامیہ میں عمومی طور پر بنیادی مضامین جیسے قرآن و تفسیر، حدیث و علوم حدیث، اصولِ فقہ، مقاصدِ شریعہ، تاریخِ اسلامی، عربی زبان اور اسلامی فکر شامل کیے جاتے ہیں۔
- یونیورسٹی کورسس میں مذہبی اور دنیوی مضامین کے امتزاج کی سفارش تاریخی طور پر موجود رہی ہے (مثلاً انسانی علوم کا ۱۵٪ اشتراک جیسا کہ قومی کمیشن نے مشورہ دیا)۔ مگر عملی نفاذ میں جامعات کے مابین تفاوت ہے۔ کچھ سرکاری اور نجی جامعات میں عربی و کلاسیکی متن پر زور ہے، جب کہ بعض جگہ جدید موضوعات (اسلام اور جدید دنیا، انسانی حقوق، بین المذاہب مکالمہ) بھی شامل کیے جا رہے ہیں۔
- عملی پہلو کمزور رہتا ہے: اکثر بیچلر پروگرامز میں فیلڈ ورک، صنعتی یا کمیونٹی انٹرنشپس یا عملی تربیت محدود ہوتی ہے۔

ماسٹرز یا ایم فل کی سطح پر

- ماسٹر سطح پر موضوعاتی گہرائی بڑھ جاتی ہے: تخصصی شعبے جیسے اصولِ فقہ، فقہِ مقارن، تفسیر علمی، حدیث شناسی، اسلامی قانون و معاشیات، اسلامی فلسفہ، اور تربیتی مضامین شامل ہوتے ہیں۔
- بعض یونیورسٹیاں (سرکاری یا نجی) فیلڈ ریسرچ، سیمینارز اور تحقیقی منصوبوں کو ماسٹر ڈگری کا لازمی حصہ بناتی ہیں۔ تاہم، عام شکایت یہ ہے کہ تحقیقی موضوعات اکثر روایتی یا سطحی ہوتے ہیں اور جدید معاشرتی مسائل سے کم مربوط رہتے ہیں۔
- HEC یا مقامی کوالٹی باڈیز نے تحقیقی رہنمائی اور یونیورسٹی پالیسیز کے ذریعے معیار بلند کرنے کی کوششیں کی ہیں، مگر نفاذ میں استحکام کا فقدان موجود ہے، خاص طور پر نجی اداروں میں۔

کابل اور ننگرہار یونیورسٹیوں میں علوم اسلامیہ کا مختصر نصابی معیار

بیچلر کی سطح پر

- روایتی مذہبی مدارس اور جامعات میں بیچلر برابر کے پروگرام اکثر شریعت و اصول الدین پر زور دیتے ہیں، اور نصاب کا بیس کلاسیکی فقہی و کلامی متون پر مشتمل ہوتا ہے۔
- سرکاری جامعات میں (خاص طور پر کابل، بلخ وغیرہ) بیچلر نصاب میں بین الاقوامی معیارات کے مطابق کریڈٹ سسٹم کا نفاذ کوشش کی گئی، مگر نصاب کی جدید کاری اور یکسانیت ابھی جاری عمل ہے۔
- زبان کا عنصر (پشتو یا دری اور عربی) اہم کردار ادا کرتا ہے اور زبان کی استعداد نصابی مطالعے کی راہ میں رکاوٹ بن سکتی ہے اگر زبان کی مضبوط تدریس نہ ہو۔

ماسٹرز کی سطح پر

- ماسٹر پروگرامز میں داخلہ اور کورس ورک میں استحکام کے لیے سٹریٹجک پلانز بنائے گئے؛ کریڈٹ سسٹم کی شمولیت اس سطح پر عمل میں لائی گئی ہے۔
- بعض پروگرامات میں افغان ثقافتی و دینی اقدار کو بین الاقوامی معیار کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کے لئے نصاب کی نظرِ ثانی کی کوششیں ہوئیں۔

CC BY

- تحقیق کے سلسلے میں بیرونِ ملک اسکالرشپ اور تربیتی پروگرامز نے کچھ استعداد پیدا کی، مگر مستقل تحقیقی فیکلٹی اور ریسرچ انفراسٹرکچر کی کمی محسوس ہوتی ہے۔

دونوں ممالک کی ڈاکٹریٹ کی سطح پر مشترکہ معلومات

- دونوں ممالک میں پی ایچ ڈی سطح پر تحقیقی رجحان دو قسم کا ہوتا ہے: ۱) روایتی نصابی تھیولوگل یا فقہی مطالعات جو کلاسیکی متون و فقہی مسائل پر توجہ دیتے ہیں؛ ۲) جدید تحقیقی موضوعات جو اسلام و جدیدیت، قانونِ اسلامی اور ریاستی قوانین، اسلامی مالیات، ماحولیاتی شریعت، حقوقِ انسانی اور جہاد یا تشدد کے فقہی پہلو جیسے مسائل کے عملی حل تلاش کرتے ہیں۔

عمومی مسئلہ: کئی مقامات پر پی ایچ ڈی تحقیق ڈگری کے حصول کے لیے کی جاتی ہے، یعنی تھیسس کی نوعیت کم عملی، کم اصلِ تحقیق پر مبنی یا حوالہ جاتی ہوتی ہے، جس سے علم میں نیا اضافہ محدود رہتا ہے۔

دونوں ممالک میں علوم اسلامیہ کے نصاب کے درمیان ساختیاتی فرقیں اور مماثلتیں

پاکستان اور افغانستان کے علوم اسلامیہ کے نصابات میں بنیادی مماثلت یہ ہے کہ دونوں کا مرکز کلاسیکی اسلامی علوم تفسیر، حدیث، عقیدہ، فقہ، اور اصول ہیں، اور دونوں نظام تحقیقی مقالہ کو لازمی سمجھتے ہیں۔ تاہم دونوں میں نمایاں ساختیاتی فرق موجود ہیں۔ پاکستان کی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد اور جامعہ پنجاب لاہور کا نصابی ڈھانچہ نسبتاً جدید، بین العلومی، تحقیق پر مبنی اور عالمی معیار سے ہم آہنگ ہے۔ اس میں جدید موضوعات، ڈیجیٹل تحقیق، اور عملی اطلاق کو اہمیت دی جاتی ہے۔ لیکن افغانستان کی کابل اور ننگرہار جامعات میں فیکلٹی آف شریعہ کا نصابی نظام زیادہ روایتی ہے، جس میں کلاسیکی متون، فقہی تسلسل اور دینی روایت کا تحفظ مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ علمی استناد، نصوص سے گہرا تعلق، اور روایتی فقہی مطالعہ اس کی نمایاں قوتیں ہیں۔

دونوں ماڈلز اپنی جگہ اہمیت رکھتے ہیں: اگر افغانستان کے روایتی علمی اثاثے کو جدید تحقیقاتی سہولتوں سے جوڑا جائے اور پاکستان کے جدید ماڈل میں روایتی فقہی قوتوں سے استفادہ کیا جائے تو ایک جامع اور متوازن علاقائی نصاب تشکیل پا سکتا ہے۔

دونوں ممالک میں بیچلرز، ایم فل، ماسٹرز (ایم اے یا ایم ایس)، اور پی ایچ ڈی کا معیار بنیادی طور پر طلبہ کی تحقیقی صلاحیت، اساتذہ کی رہنمائی، ادارہ جاتی معاونت اور عمومی علمی ماحول پر منحصر ہے۔ مشترکہ تحقیق، علمی تبادلہ اور انفراسٹرکچر کی بہتری اس شعبے کو عالمی سطح پر مضبوط بنا سکتی ہے۔

دونوں ممالک میں علوم اسلامیہ کے نصاب کے درمیان جدید تقاضوں کے تناظر میں ہم آہنگی

چاروں جامعات (بین الاقوامی اسلامی، پنجاب، کابل، اور ننگرہار) کے نصابات میں بنیادی مشترکات موجود ہیں، مگر بعض ساختی فرق بھی نمایاں ہیں۔ ان کی ہم آہنگی کے لیے ایک مشترکہ نصابی فریم ورک، ڈیجیٹل تعاون، سرقہ پالیسی، بین الجامعاتی تربیتی ورکشاپس اور کراس نگرانی نیٹ ورک ناگزیر ہے۔ مزید یہ کہ نصاب کی ہم آہنگی محض ایک دستاویزی عمل نہیں بلکہ ایک مسلسل علمی و تحقیقی عمل ہے، جو مشترکہ کمیٹی، شفافیت، معیارِ تحقیق اور متبادل تدریسی طریقوں کے ذریعے پائیدار بن سکتا ہے۔ اس سے طلبہ کو مضبوط تحقیقی صلاحیت، وسیع فکری شعور اور عصری ضرورتوں کے مطابق اسلامی فکر کی تطبیق کی مہارت ملے گی۔ یوں دونوں ممالک کا مشترکہ نصابی ماڈل خطے کے علمی ماحول، فکری مکالمے اور مستقبل کی پالیسی سازی پر مثبت اثرات ڈال سکتا ہے۔

اہم نتائج کا خلاصہ

۱۔ روایتی بمقابلہ عصری جھکاؤ: پاکستان کے نصابوں میں کلاسیکی متون اور عصری مضامین دونوں کا امتزاج بڑھ رہا ہے؛ افغانستان میں نصاب عموماً روایتی، متنی اور فقہی گہرائی پر زور دیتا ہے۔ دونوں ماڈلز کے اپنے فوائد و حدود ہیں: پاکستانی ماڈل جدید تقاضوں کے ساتھ ہم آہنگی دکھاتا ہے جبکہ افغانی ماڈل متون کی قوت اور فقہی مہارت میں نمایاں ہے۔

۲۔ سطح وار فرق: بیچلر سطح پر پاکستان میں بین الضابطہ مواد، عملی انٹرنشپ اور تحقیقی تعارف عام ہیں؛ افغانستان میں بیچلر نصاب زیادہ روایتی اور متن محور ہے۔ ماسٹر یا ایم فل سطح پر پاکستان میں حوالہ جاتی نظم پر زور ہے؛ افغانستان میں ماسٹر پروگراموں میں تحقیقی طریقہ کار اور مسئلہ نگاری غالب ہے۔ پی ایچ ڈی سطح پر پاکستان میں تحقیقی معیار، اشاعت اور گرانٹس کا ادارہ جاتی نظام نسبتاً مضبوط ہے؛ افغانستان میں پی ایچ ڈی تحقیق ابھی ترقی پذیر اور پارا ٹیکسچوئل (جو اصل متن کا حصہ نہیں ہوتیں، مگر قاری کو متن سمجھنے میں مدد دیتی ہیں) روایات تک محدود رہتی ہے۔

۳۔ اساتذہ و وسائل: پاکستان کی بڑی جامعات میں لائبریریز، آن لائن ڈیٹا بیس، اور ریسرچ گرانٹس دستیاب ہیں؛ افغانستان میں انفراسٹرکچر، مستقل مالی معاونت اور تربیت یافتہ فیکلٹی کی کچھ رکاوٹیں ہیں۔

۴۔ زبان و رسائی: پاکستان میں اردو، عربی اور انگریزی غالب ہیں، عالمی علمی رابطوں کے لیے مددگار ثابت ہو رہا ہے؛ افغانستان میں پشتو یا دری اور عربی کا متوازن استعمال ہیں، جس نے مقامی رسائی بڑھائی مگر بین الاقوامی مطالعہ میں تحدید پیدا کی۔

۵۔ صنفی شمولیت: پاکستان میں جامعاتی سطح پر خواتین کی شمولیت مزید رہی ہے مگر علوم اسلامیہ میں صنفی نقطۂ نظر کا کمزور انضمام درکار ہے؛ افغانستان میں حالیہ سیاسی اور سماجی حالات نے خواتین کی شمولیت پر اثر ڈالا ہے جس کا نصاب سازی میں نمایاں تاثر محسوس ہوتا ہے۔

۶۔ تحقیقی موضوعات: دونوں جانب پی ایچ ڈی اور ایم فل تحقیق میں موضوعاتی تنوع بڑھ رہا ہے۔ اسلامی اقتصادیات، مقاصدِ شریعت، فقہی مسائل، ماحولیاتی فقہ، اور بین المذاہب مباحث میں دلچسپی بڑھتی نظر آتی ہے۔ مگر مسئلہ محور اور پالیسی پر مبنی تحقیق ابھی محدود ہے۔

تحقیقی امکانات کے کلیدی موضوعات

مندرجہ ذیل عنوانات وہ پلیٹ فارم فراہم کرتے ہیں جن پر بیچلر تا پی ایچ ڈی سطح پر طویل المدتی، بین الضابطہ اور مقامی طور پر معنی خیز تحقیق کی جا سکتی ہے:

الف - نصابی، تعلیمی اور تدریسی مطالعات

۱. نصاب کا جدید کاری عمل: روایتی متون اور عصری مضامین کے امتزاج کی بہترین عملی ماڈلز۔

CC BY

۲ .تدریسی طریقۂ کار: فعال سیکھنے، سیمینار، فیلڈ ورک اور آن لائن تدریس کے موثر امتزاجات۔

۳ .تدریسی عمل میں زبان کا کردار: عربی، اردو، پشتو یا دری اور تحقیقی زبان میں مہارت کے تقابلی مطالعے۔

۴ .نصاب میں صنفی شمولیت: شریعت کے دائرہ کار میں خواتین کے مسائل، خواتین علماء کی شراکت اور صنفی نصابی نگرانی۔

ب - علومِ قرآن و تفسیر

۱ .موضوعی تفسیرات اور عصری قرآنی مطالعات: ماحولیات، جنسیت، معاشیات اور انسانی حقوق کے حوالے سے موضوعی قرآنی پڑھائی۔

۲ .قرآنی متن کی تاریخی اور لسانی تحقیقی تجدید: رسمِ خط، قرآنی ایام، اور نسخِ متون کا تعلیمی مطالعہ۔

ج - علومِ حدیث و سند شناسی

۱ .ضعیف و موضوع احادیث کی تنقیدی تحقیق اور ان کا معاصر استدلال میں مقام۔

۲ .حدیثی متن کی ڈیجیٹل تحقیق: مخطوطات، متن کا ڈیجیٹل انڈیکس اور حوالہ جاتی نظام۔

د -فقہی و اصولی تحقیق (اصولِ فقہ، فتاویٰ و مقاصد)

۱ .جدید فقہی چیلنجز: مصنوعی اعضاء، بایو ٹیکنالوجی، ڈیجیٹل معیشت، ڈیجیٹل کرنسی وغیرہ کے شرعی احکام۔

۲ .مقاصدِ شریعت کا اطلاق: عصری قوانین، انسانی حقوق اور بین الاقوامی قوانین کے تناظر میں مقاصد کا عملی استعمال۔

۳ .فقہ النوازل: بحران، جنگ یا وبائی حالات میں شریعت کے فوری اطلاق کے طریقے اور دستوری فریم ورک۔

ہ- اسلام و جدیدیت: معاشرتی، سیاسی اور اقتصادی زاویے

۱ .اسلامی معاشیات و مالیات: اسلامی بینکاری، زکوٰۃ کی جدید تشریعات، اور فنانشل شریعت میں اخلاقیات۔

۲ .شریعت و ریاست: آئینی مطابقت، قانونِ فاعلیت اور فقہی اداروں کا حکومتی کردار۔

۳ .اسلامی اور سماجی تنازعات: فرقہ وارانہ لسانیات، بین المذاہب مکالمہ، اور سماجی استحکام کے لیے اسلامی حل۔

و- پالیسی ریسرچ اور نفاذی مطالعے

۱ .فتواسازی کے عمل کا سماجی اثر: فتواسازی کا معیار، ذمہ داری، اور فتوائی ماحولیاتی یا سیاسی اثرات۔

۲ .شریعت کے اطلاق کا مقامی پالیسی مطالعہ: عدالتی نفاذ، اسلامی عدالتوں کے عملی مسائل اور اصلاحی تجاویز۔

کچھ سفارشات برائے نفاذ

۱۔علاقائی ریسرچ کنسورشیم: پاکستان اور افغانستان کی جامعات مشترکہ کنسورشیم بنائیں، مشترکہ گرانٹس، ڈیجیٹل لائبریری اور فیکلٹی ایکسچینجز کو منظّم کریں۔

۲۔تحقیقی فنڈنگ کا ہدفی نظام: مسئلہ محور گرانٹس جاری ہوں-مثلاً ماحولیات و شریعت، خواتین و شریعت، اور فقہی تجدید۔

۳۔فیکلٹی کی تربیت: طویل المدت اور قلیل المدت تربیتی پروگرامز، تدریس کے جدید طریقے، اور تحقیقاتی سپروائزنگ پر خصوصی ورکشاپس۔

۴۔اوپن ایکس پبلشنگ: مقامی زبان میں اعلیٰ معیار کے اوپن ایکس جریدے قائم کریں تاکہ معیاری تحقیق عوامی رسائی میں آئے۔

۵۔پالیسی اینڈ ایڈوائزری یونٹس: ہر بڑے ادارے میں پالیسی ریسرچ یونٹ قائم کریں جو حکومت اور عدالتی اداروں کے ساتھ تحقیق کے نتائج شیئر کرے۔

۶۔صنفی اقدامات: خواتین محققین کے لیے وظائف، تحریری و تربیتی پروگرام اور علیحدہ تحقیقی مراکز قائم کئے جائیں۔

۷۔ڈیجیٹل انفراسٹرکچر: مخطوطات، مقالات اور مقامی مواد کی ڈیجیٹائزیشن کے لیے مشترکہ قومی منصوبے شروع کئے جائیں۔

حوالہ جات

1 - CLASSIFICATION OF ISLAMIC SCIENCES BY IMAM-GHAZALI, MUHAMMED ASHRAF, Reg, No:140076, Degree College, Darul Huda Islamic University, Chemmad, Malapuram, Kerala, India, Page Number: 12

[2] - ملک محمد موسی، شازیہ رشید، تدوین نصاب اور تدریس، تسویدی و تعارفی ایڈیشن، (لاہور، جدران پبلی کیشنز، ناشر: علی ابن موسی، کمپوزر: وسیم اکرم مغل-عمران علی، پرنٹر: موسی کاظم)، صفحہ: ۲۵۵

[3] - https:/ / www.iiu.edu.pk/

[4] - https:/ / pu.edu.pk/ page

[5] - https:// ku.edu.af/

[6] - https:/ / nu.edu.af/

OPEN ACCESS